طبی اخلاقیات

مولانا ڈاکٹر فہد انوار
اسلام آباد

دائرہ کار، ضوابط، اخلاقی قدریں

تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں (پہلی قسط)

انسان اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں افضل ہے۔ شکل وصورت اور علم وشعور دونوں اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی دیگر مخلوقات پر برتری بخشی ہے۔ اسی کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا'' (الاسراء:۷۰)

''اور ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو عزت دی، اور ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فوقیت دی۔''

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ'' (والتین:۴)

''کہ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔''

اس آیت کے تحت امام بغوی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ''انسان قدوقامت کے لحاظ سے متناسب اور شکل وصورت کے لحاظ سے حسین ترین ہوتا ہے۔ باقی سب حیوانات آگے کو جھکے ہوتے ہیں، جبکہ انسان سیدھی قدوقامت میں ہوتا ہے۔ اپنے کھانے کی چیز کو ہاتھ میں لیتا ہے، عقل اور اشیاء میں تمیز کرنے سے مزین ہوتا ہے۔'' (معالم التنزیل فی تفسیر القرآن: ۸/ ۴۷۲، دار طیبہ)

اب وہ علم جس کا تعلق براہِ راست جسمِ انسانی کی حفاظت وبہتری سے ہے، وہ بھی شرافت کا حامل ہے، اسی لیے طب کا شعبہ ان فضائل کا حامل ہے جو دیگر شعبوں کو میسر نہیں۔ اس شعبے کا وقار اس بات کا تقاضا کرتا ہے

کہ اس سے وابستہ افراد اپنے اخلاق وعادات میں دوسروں سے ممتاز ہوں۔

نبی کریم ﷺ کی مبارک تعلیمات میں طبیب اور دیگر افراد جو صحت کے شعبے میں خدمات سرانجام دیتے ہیں، ان کے لیے رہنمائی ہے۔ آنے والی سطور میں آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ان اقدار کے حوالے سے گفتگو کی جائے گی جن سے طبی میدان میں کام کرنے والے افراد بالخصوص معالجین (ڈاکٹرز) کو وابستہ ہونا ضروری ہے۔

❶ - نیت کی درستگی

اس حوالے سے ہم آنحضرت ﷺ کا وہ ارشاد نقل کرتے ہیں جس سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کا آغاز کیا ہے:

’’إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ إِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَّنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهٗ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.‘‘(صحيح البخاري، كتاب بدء الوحي، كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ رقم: ١)

’’تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترکِ وطن) دولتِ دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو، پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔‘‘

اس ارشادِ گرامی کی روشنی میں ایک طبیب کو چاہیے کہ وہ مریض کو دیکھتے ہوئے اپنی نیت دنیوی مفادات سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کرے، اور چونکہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی ہوتے ہیں جو اس کی مخلوق کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، لہٰذا یہ اچھے طریقے سے اللہ کے بندے کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرے۔ یہ اس بات سے مانع نہیں کہ آدمی مریض سے فیس نہ لے، بلکہ جو مشورہ وہ دے رہا ہے اس کے بدلے میں مناسب اُجرت لینی بھی جائز ہے۔ ایسے ہی جو لوگ طب کی تعلیم وتحقیق سے وابستہ ہیں وہ بھی انسانیت کو فائدہ پہنچانے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت کریں۔

❷ - صحیح مشورہ دینا

طبیب کی حیثیت ایک مشیر کی ہوتی ہے۔ لوگ اپنے جسمانی مسائل طبیب کے علم پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے سامنے رکھتے ہیں، تا کہ وہ ان کا حل بتا سکے، اس لیے طبیب کی ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کو بہتر

مشورہ دے۔ اپنے فائدے کی خاطر مریض کو ایسا مشورہ دینا گناہ ہے جو اس کے لیے نقصان دہ ہو، مثلاً جراح (سرجن) بلاضرورت مریض کو آپریشن کرالینے کا مشورہ نہ دے۔

''عن أمِّ سلمة، قالت: قال رسولُ الله صلی الله علیه وسلم: ''المُستشارُ مُؤتَمَن.'' (سنن الترمذي، أبواب الأدب، باب انّ المستشارَ مؤتَمَن، رقم:۲۸۲۲)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے کسی معاملے میں مشورہ کیا جائے وہ اس میں امین ہے (اور اس کے سپرد امانت کی جاتی ہے)۔''

❸- اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرنا

رحم ایک عمدہ صفت ہے، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں رحمان و رحیم بھی ہیں۔ دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت رحم کرنے والے ہیں۔ اپنے بندوں میں بھی اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتے ہیں جس میں رحم دلی ہو۔ طبیب کے لیے رحم دل ہونا ضروری ہے۔ انسانوں کے دکھ درد کو محسوس کرکے ان کا علاج کرنا اس صفت کے بغیر ممکن نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے:

''عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ارْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ الخ.''

(سنن الترمذي، أبواب البر والصلة، باب في رحمة المسلمين، رقم:۱۹۲٤)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: رحم کرنے والوں اور ترس کھانے والوں پر بڑی رحمت والا رحم کرے گا، زمین پر رہنے بسنے والی اللہ کی مخلوق پر تم رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحمت کرے گا۔''

❹- آسانیاں مہیّا کرنا

معالج کے منصب کا تقاضا ہے کہ لوگوں کے لیے آسانیاں فراہم کرے۔ تکلیف میں مبتلا شخص اور اس کے احباب پر سے دشواریاں دور کرے اور انہیں مزید مشکلات میں نہ ڈالے۔ بے جا دوائیاں اور لیبارٹری ٹیسٹوں کی بھرمار کرکے مریضوں کو مالی مشکلات میں مبتلا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کو پسند فرماتے ہیں جو لوگوں کے لیے آسانیوں کی جائز صورتیں مہیا کرتے ہیں۔ معالج کو امید کی کرن بننا چاہیے نہ کہ تاریکیوں میں دھکیلنے والا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

''مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.''

(سنن الترمذي، كتاب البر، باب ماجآء في الستر على المسلم، رقم: ۱۹۳۰)

''جو کسی آدمی کی دنیوی تکلیف کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں راحت سے نوازتے ہیں، جو تنگی میں مبتلا شخص کے لیے آسانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دنیا آخرت میں آسانی فرماتے ہیں۔''

5- رازداری

طب کا شعبہ ایک احساسِ تحفظ کا تقاضا کرتا ہے، جہاں مریض ڈاکٹر کو علامات سے آگاہ کرنے میں آزاد ہو۔ بسا اوقات مریض کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے جس کا اظہار اس کے لیے شرمناک ہوتا ہے، مثلاً وظیفۂ زوجیت کی ادائیگی پر قدرت نہ ہونا، خواتین کے حیض سے متعلق مسائل وغیرہ۔ اس صورت حال میں طبیب کو مریض کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہیے اور بغیر اس کی اجازت کے معلومات آگے مشترک نہیں کرنی چاہئیں۔ مریض کے مرض اور جسمانی عیوب سے متعلق معلومات ڈاکٹر کے پاس ایک راز ہوتا ہے، جس کی حفاظت ضروری ہے۔ ایک جگہ آنحضرت ﷺ نے ایک مجلس میں کی جانے والی باتوں کو امانت قرار دیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

''عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''المجالسُ بالامانةِ إلا ثلاثةَ مجالس: سفكُ دم حرام، أو فرجُ حرام، او اقتطاعُ مالٍ بغيرِ حق.'' (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في نقل الحديث، رقم: ۴۸۶۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجلسیں امانت داری کے ساتھ ہیں (یعنی ایک مجلس کی بات دوسری جگہ جاکر بیان نہیں کرنی چاہیے) سوائے تین مجلسوں کے، ایک جس میں ناحق خون بہایا جائے، دوسری جس میں بدکاری کی جائے اور تیسری جس میں ناحق کسی کا مال لوٹا جائے۔''

دوسری جگہ مسلمان کے عیوب چھپانے پر عظیم خوشخبری سنائی گئی ہے:

''عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ القِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلٰى مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَاللهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ.''

(سنن الترمذي، كتاب البر، باب ماجآء في الستر على المسلم، رقم: ۱۹۳۰)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی آدمی کی دنیوی تکلیف کو دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں راحت سے نوازتے ہیں، جو تنگی میں مبتلا شخص کے لیے آسانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دنیا آخرت میں آسانی فرماتے ہیں۔ اور جو کسی مسلمان

کے عیبوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کی پردہ پوشی فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد فرماتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔‘‘

6-مہارت

نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو پسند فرمایا ہے کہ آدمی کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دے، مثلاً وضو کرے تو اچھی طرح کرے، ایسے ہی نماز پڑھے تو اچھی طرح پڑھے۔ اسی طرح جو جائز کام اپنے ذمے لے، اسے اچھے طریقے سے پورا کرے، چنانچہ ارشادِ گرامی ہے:

’’عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ’’ إِنَّ اللهَ جَلَّ وَعَزَّ يُحِبُّ إِذَا عَمِلَ اَحَدُكُمْ عَمَلًا اَنْ يُّتْقِنَهُ.‘‘ (شعب الإيمان للبيهقيؒ، الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، رقم:٤٩٣١)

’’بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کوئی عمل کرے تو اس میں پختگی پیدا کرے۔‘‘

اس ارشادِ گرامی کی روشنی میں طبیب کے پاس اپنے شعبے اور جس مرض کا علاج کر رہا ہے اس کی مہارت ہونا ضروری ہے۔

ایک دوسری جگہ بطورِ خاص طبیب کے لیے مہارت اور علمِ طب میں اس کی شہرت ہونا بھی ضروری قرار دیا گیا۔ ارشادِ گرامی ہے:

’’مَن تطبَّب ولم يُعلم منه طِبٌّ قبل ذٰلك فهو ضامنٌ.‘‘

(سنن ابن ماجة، كتاب الطب، باب من تطبب و لم يعلم منه طب)

ترجمہ: ’’جو شخص اپنے آپ کو طبیب ظاہر کر کے علاج کرے، حالاں کہ اس سے پہلے اس کا طبیب ہونا معلوم نہ ہو (یعنی وہ فنِ طب کی مہارت میں مشہور نہ ہو اور علاج کرے، پھر اس کے علاج سے مریض کا کوئی عضو تلف ہو جائے، یا اس کا انتقال ہو جائے) تو وہ (مریض کا) ضامن ہوگا۔‘‘

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج کرنے والے شخص کے پاس متعلقہ طبی معلومات ہونا ضروری ہیں۔ طبیبِ جاہل کے علاج کے نتیجے میں مریض کو لاحق ہونے والے ضرر کی ذمہ داری اسی طبیب پر عائد ہوگی، لہٰذا علاج کرنے والے شخص کا صحیح معلومات رکھنا اور ماہر ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں ہے تو اسے علاج کرنے سے رک جانا ضروری ہے۔

❼ - سچ کی پابندی

طبیب کے لیے سچ کی پابندی کرنا بھی ضروری ہے۔ مرض کی درست تشخیص کر کے مریض اور اس کے متعلقین کو صحیح بات بتانا اور علاج کے دوران بھی جھوٹ سے بچنا ضروری ہے۔ مادی فوائد کے حصول کی خاطر جھوٹ بول کر مریض کو تشویش اور پریشانی میں ڈالنا یا بلاضرورت لیبارٹری ٹیسٹ تجویز کرنا کبیرہ گناہ ہے:

''عن عبداللہؓ قال: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: ''إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ صِدِّيْقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ كَذَّابًا.'' (صحيح مسلم ،كتاب البروالصلة والآداب، باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله، رقم:٢٦٠٢)

''بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے، اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

❽ - امانتداری

طبیب کے پاس مریض کا راز ایک امانت ہوتا ہے، اس کی حفاظت ضروری ہے۔ مرض کی تاریخ (ہسٹری) لیتے ہوئے یا معائنہ کرتے ہوئے جو بھی طبیب کے علم میں آئے، وہ ایک امانت ہے۔ تاہم مریض کا نام لیے بغیر آگے تعلیم یا تحقیقی مقاصد سے اسے بیان کرنا جائز ہے۔ ایسے ہی جو ذمہ داری طبی میدان میں کام کرنے والوں کو سونپی گئی اسے بھی ایک امانت سمجھ کر ادا کرنا ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشادِ گرامی سے امانت داری کی اہمیت معلوم ہوتی ہے:

''عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: ''آيةُ المنافق ثلاث، إذا حدَّث كذَب، وإذا وعَدَ أخلفَ، وإذا اؤتُمِن خان.''

(صحيح مسلم، باب بيان خصال المنافق)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے۔''

(جاری ہے)